مباحثہ علمیہ

محمّد اقبال كيلاني
الریاض، سعودی عرب

دینی مقاصد کے لیے ٹی وی پروگراموں میں شرکت

محدث کے 'تصویر نمبر' پر ایک دوسرے موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے 'سلسلہ تفہیم السنہ' کے فاضل مصنف مولانا اقبال کیلانی نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے اور علماے کرام سے اپنے فتویٰ پر نظر ثانی کی دردمندانہ درخواست کی ہے۔ اس سلسلے میں مزید مضامین اور بحوث وردود کا سلسلہ 'محدث' میں جاری ہے جس کے لئے ادارہ محدث نے بعض دیگر اہل علم سے بھی اس موضوع پر لکھنے کی درخواست کی ہے۔ اتباعِ کتاب وسنت کے مخلصانہ جذبہ کی حامل یہ تحریر نذرِ قارئین ہے، جس سے اُنہیں اس کا دوسرا رخ جاننے کا بھی موقع حاصل ہوگا۔ اس بحث کی سابقہ تحریریں جون کے علاوہ اگست ۲۰۰۸ء کے شمارہ میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ مدیر

جون ۲۰۰۸ء کے ماہنامہ 'محدث' لاہور میں 'ملّی مجلس شرعی' کے مذاکرۂ علمیہ کی روداد شائع ہوئی ہے جس میں مختلف مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے پندرہ واجب الاحترام علماے کرام نے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ

> ''دعوت و اصلاح اور اسلامی مقاصد کے حصول خصوصاً اسلام کے دفاع اور دین مخالف پروپیگنڈہ کا جواب دینے کے لیے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز ہے، خواہ بہ اکراہ ہی کیوں نہ ہو۔''

اُمید تھی کہ اس موضوع پر دیگر علماے کرام بھی اظہارِ خیال فرمائیں گے لیکن حیرت کی بات ہے کہ چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود کم از کم میری نظر سے ایسا کوئی مضمون نہیں گزرا جس میں اس فتویٰ سے اختلاف کیا گیا ہو۔ کم وبیش پانچ ماہ بعد ہفت روزہ 'الاعتصام' لاہور نے ۱۰ تا۱۶/ اکتوبر ۲۰۰۸ء کے شمارہ میں محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ کا 'محدث' میں مطبوعہ مضمون دوبارہ شائع کیا ہے، کیا اس سے یہ تاثر لیا جائے کہ پاکستان کے تمام علماے کرام اس فتویٰ سے متفق ہیں؟ علماے کرام کے کسی متفقہ فیصلے سے اختلاف کرنا مجھ جیسے کم علم طالبِ علم کے لیے نہ صرف مشکل بلکہ طبیعت کے لیے ناگزیر بھی ہے لیکن یہ موضوع اپنے

www.KitaboSunnat.com

نتائج کے اعتبار سے اس قدر اہم اور حساس ہے کہ اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لینا ازبس ضروری ہے۔

جہاں تک تصویر کی حرمت کا تعلق ہے، احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی شدید وعید کے پیش نظر بے غبار اور قابل اطمینان بات یہی ہے کہ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرے سے، ویڈیو کی ہو یا ٹی وی کی، پردۂ سکرین پر ہو یا کاغذ پر، متحرک ہو یا غیر متحرک۔ قطعی طور پر حرام ہے۔ مذاکرۂ علمیہ میں شریک تمام علماے کرام نے اتفاقِ رائے سے دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر آنے کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض علماے کرام نے برضا ورغبت اور بعض نے اسے بکراہت جائز قرار دیا ہے، دونوں صورتوں میں نتیجہ بہرحال ایک ہی ہے۔

مذاکرۂ علمیہ میں شریک واجب الاحترام علماے کرام کو ہم تین گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

① وہ گروہ جو پہلے سے ہی اس فتویٰ پر عمل کررہا ہے مثلاً جماعتِ اسلامی اور دیگر دینی جماعتوں کے بعض علماے کرام۔

② وہ گروہ جس نے مذاکرہ میں برضا ورغبت ٹی وی پروگراموں میں شرکت کا اظہار فرمایا۔

③ وہ گروہ جس نے بہ کراہت ٹی وی پروگراموں میں شرکت کو جائز قرار دیا۔

پہلے دونوں گروہوں کا معاملہ تو ایک جیسا ہے جن کے موقف کی ہم کسی صورت میں تائید نہیں کرسکتے، البتہ تیسرے گروہ کے دلائل کا تجزیہ پیش خدمت ہے:

❶ ٹی وی پروگراموں میں بہ کراہت شرکت کرنے والے علماے کرام اصلاً اس بات سے متفق ہیں کہ یہ شرکت عام حالات میں جائز نہیں، البتہ جب اضطراری کیفیت پیدا ہوجائے تو بہ کراہت ایسا کرنا جائز ہے۔ یہ جواز قرآنِ مجید کی اس آیتِ مبارکہ سے پیدا کیا گیا ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرۃ:۱۷۳)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے خنزیر یا حرام چیز کھانے کی اجازت بعض شرائط کے ساتھ دی ہے:

اوّلاً: حلال چیز میسر نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ وطن عزیز میں علماے کرام پر دعوت اور تبلیغ کے تمام جائز راستے بند ہوچکے ہیں؟ اگر ایسا نہیں (اور واقعی نہیں) تو پھر اس آیتِ مبارکہ سے

www.KitaboSunnat.com

اضطرار کا جواز کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟

ثانیاً: حلال چیز میسر نہ ہونے کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک فرد کی مثال کو پوری قوم یا ملک پر منطبق کرنا کسی طرح بھی درست معلوم نہیں ہوتا، کجا یہ کہ پوری دنیا میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ملتِ اسلامیہ پر اسے منطبق کیا جائے۔ اگر یہ درست بھی ہو تو غور طلب بات یہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار کے پریشان کن تنزل اور انحطاط کے باوجود کیا واقعی پاکستان سے اسلام کے مکمل طور پر ختم ہونے اور مٹنے کے آثار موجود ہیں؟ چلئے لمحہ بھر کے لئے مان لیجئے کہ پاکستان سے مکمل طور پر اسلام کے مٹنے کے آثار موجود ہیں (لا قدّر الله أبدًا)...... تو پھر بھی کیا پاکستان سے اسلام کا وجود ختم ہونے کے ساتھ ہی پوری دنیا سے اسلام کا وجود مٹ جائے گا؟ کیا ہسپانیہ سے اسلام کے ختم ہونے کے ساتھ اسلام ساری دنیا سے ختم ہوگیا؟ ہرگز نہیں، تو پھر کیا پاکستان میں موجودہ صورتِ حال کو اضطراری قرار دینا واقعی درست ہوگا؟

ثالثاً: حرام چیز کا استعمال بقدرِ ضرورت ہو۔ گویا اضطراری حالت میں بھی حرام کو حلال کرنے کی اجازت بالکل محدود اور عارضی ہے، غیر محدود اور مستقل نہیں۔ کیا ٹی وی پر بکراہت آنے کی اجازت دینے والے واجب الاحترام علماے کرام نے اس عارضی مدت کا تعین فرما لیا ہے جس میں وہ قوم کی اصلاح کرلیں گے۔ اسلام کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈہ کا تدارک کرلیں گے اور اس کے بعد ٹی وی پر آنا بند کردیں گے۔

سچی بات یہ ہے کہ فرد کے اضطرار کو پوری قوم کے اضطرار پر قیاس کرکے حرام چیز کو مستقل حلال کرنے کا اجتہاد ہماری سمجھ سے بالکل ہی بالاتر ہے۔

❷ ٹی وی پر بہ بکراہت آنے کے حق میں سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۰۶ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جس میں ایمان پر مطمئن رہتے ہوئے کلمہ کفر کہنے کی رخصت دی گئی ہے۔ یہاں بھی جان بچانے کے لئے عارضی طور پر کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ کیا اس آیتِ کریمہ سے واقعی ایک حرام چیز کو مستقل حلال کرلینے کا جواز پیدا ہوتا ہے جبکہ جاں کے خطرے کا پہلو بھی محل نظر ہو؟

www.KitaboSunnat.com

۳ اِضطراری کیفیت کے سلسلہ میں شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر سرکاری دستاویزات پر تصاویر کی مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ ہماری ناقص رائے میں ان مثالوں سے اضطرار کا جواز اس لیے پیدا نہیں ہوتا کہ اوّلاً یہ تصویریں بنوانے کے لیے قانون کا اس قدر جبر موجود ہے کہ ان کے بغیر کسی بھی انسان کا کاروبارِ زندگی چلانا ممکن نہیں۔ ثانیاً اس مسئلہ کو کوئی دوسرا متبادل حل بھی نہیں، لہٰذا فرد اس 'جرم' سے بری الذمہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ ٹی وی پر آنے والے علماے کرام پر واقعی کوئی ایسا جبر موجود ہے کہ ٹی وی پر آئے بغیر ان کے لیے دعوت کا کام ناممکن ہوگیا ہو یا پھر اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا متبادل نہ ہو؟

۴ ایک بڑی پُرکشش اور دل فریب دلیل یہ بھی دی گئی ہے: ''کیا صرف تصویر کی حرمت کی خاطر پوری قوم کو لادین عناصر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے؟'' ......''بدکاری، فحاشی اور عریانی کی دعوت کے جواب میں علماء اس لیے خاموش بیٹھے رہیں کہ تصویر حرام ہے؟'' ...... ''توپ کا مقابلہ تلوار سے اور کلاشنکوف کا مقابلہ میزائل سے ممکن نہیں لہٰذا نئی نسل کو لادینیت کی یلغار سے بچانے کے لیے جدید ذرائع کا استعمال ضروری ہے۔'' وغیرہ وغیرہ

ہمارے واجب الاحترام علماے کرام نے یہ دلیل اس وثوق اور پُرزور طریقے سے دی ہے گویا ۱۶ کروڑ عوام کا قبلہ درست ہونے میں اگر کسی چیز کی کمی ہے تو وہ صرف علماے کرام کے ٹی وی پر آنے کی ہے۔ جیسے ہی علماے کرام ٹی وی پر قدم رنجہ فرمائیں گے، پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان بن جائے گا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے ٹی وی پروگراموں میں علماے کرام کی شرکت سے حالات کی اصلاح کا نتیجہ تو قطعاً غیر یقینی ہے۔ البتہ حرام کو حلال کرنے کا گناہ سو فیصد یقینی ہے یعنی إثمها أكبر من نفعها !

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بعض الفاظ اور فقرات واقعی جادو کا سا اثر رکھتے ہیں، مخاطب پر اثر انداز ہونے کی اپنے اندر بے پناہ قوت رکھتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ عملی زندگی میں ان کے نتائج بھی ویسے ہی خوبصورت اور خوش نما ہوں۔

آج سے کم وبیش نصف صدی قبل دینی جماعتوں نے ایسے ہی پُرکشش اور خوبصورت

www.KitaboSunnat.com

دلائل کی بنا پر سیاست کے میدانِ خارزار میں قدم رکھا۔ سیاست میں بعض دینی جماعتوں اور بعض علماے کرام کے مثبت کردار سے ہمیں انکار نہیں لیکن مجموعی طور پر غور فرمایئے کہ گذشتہ نصف صدی سے دینی جماعتوں اور واجب الاحترام علماے کرام کی میدانِ سیاست میں موجودگی کے باوجود سیاست کی غلاظت اور گندگی میں اضافہ ہوا یا کمی آئی ہے؟

اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ علماے کرام کے میدانِ سیاست میں آنے کے بعد علماے کرام کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوا ہے یا کمی آئی ہے؟ معاشرے میں علماے کرام کی عزت اور وقار میں اضافہ درحقیقت اسلام کی دعوت اور اشاعت میں اضافہ کا باعث ہے اور علماے کرام کی عزت اور وقار میں کمی اسلام کی دعوت اور اشاعت میں کمی کا باعث ہے، لہٰذا اس پہلو کو بھی کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

توپ کا مقابلہ توپ سے، کلاشنکوف کا کلاشنکوف اور میزائل کا میزائل سے اور ٹی وی کا گند ٹی وی سے صاف کرنے کی دلیل کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ جب افغانستان پر امریکی حملہ کے وقت پاکستان نے امریکہ کو تمام سہولتیں دینے کے لئے گھٹنے ٹیک دیئے تو امریکہ نواز دانشوروں نے یہ کہہ کر حکومت کی تائید کی کہ ہم امریکہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے ہمیں ویسی ٹیکنالوجی اور اسلحہ تیار کرنا چاہیے، پھر مقابلہ کرنا چاہیے۔ تب ہمارے واجب الاحترام علماے کرام نے غزوۂ بدر سے لے کر جہادِ افغانستان تک کی تاریخ سے اس بات کے حق میں دلائل کے انبار لگا دیئے کہ حق و باطل کی جنگ میں اسلحہ اور ساز وسامان نہیں، جذبۂ ایمان اہم ہوتا ہے...... ؎ مؤمن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی!

لیکن ٹی وی کے معاملے میں اب علماے کرام خود یہ فرما رہے ہیں کہ میزائل کا مقابلہ کلاشنکوف سے اور توپ کا مقابلہ تلوار سے ممکن نہیں۔ ٹی وی سے پھیلائی جانے والی غلاظت کی صفائی ٹی وی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ وطن عزیز کے جید علماے کرام کے اس 'یوٹرن' کو کون سا نام دیا جائے؟

٥ مذاکرۂ علمیہ میں سعودی عرب کی فتویٰ کونسل کے ایک فتویٰ کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ یہ ہیں: ''ٹی وی پر گانے، موسیقی اور تصویر جیسی منکرات حرام ہیں لیکن اسلامی کلچر، تجارتی اور سیاسی خبریں جن کی شریعت میں ممانعت وارد نہیں، جائز ہیں۔''

بلا شبہ اس فتویٰ سے ٹی وی پر دینی پروگراموں میں شرکت کی تائید ہوتی ہے لیکن ہماری گزارش یہ ہے کہ اس فتویٰ کے بعد اس پر عمل درآمد کی صورتِ حال کا بھی جائزہ لیا جائے۔ دائمی فتویٰ کونسل کا یہ فتویٰ ۱۴۱۱ہجری میں شائع ہوا، اب ۱۴۲۹ہجری کا اختتام ہے۔ممکن ہے ۱۴۱۱ہجری میں ٹی وی پر صرف اسلامی لیکچر، تجارتی اور سیاسی خبریں ہی دی جاتی رہی ہوں لیکن اٹھارہ سال بعد آج کی صورتِ حال کیا ہمارے علماے کرام کی نظروں سے مخفی ہے؟ آج کل جو کچھ ٹی وی پر آ رہا ہے، وہ ہے تو بہرحال اسی فتویٰ کا مرہونِ منت۔

دوسری مثال اپنے گھر کی لے لیجیے: وطن عزیز پاکستان میں جماعتِ اسلامی، 'ملّی مجلس شرعی' کے قیام سے پہلے ہی بقول محترم مولانا عبدالمالک صاحب، الیکٹرانک میڈیا میں حصہ لینے کو جائز قرار دے چکی ہے۔ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ جماعتِ اسلامی کے واجب الاحترام علماے کرام نے کتنی مدت پہلے یہ فیصلہ فرمایا تھا لیکن آج کی صورتِ حال یہ ہے کہ جماعت کے روزنامہ 'جسارت' کی اشاعتِ خاص بسلسلہ اجتماعِ عام ۲۴ تا ۲۶/ اکتوبر ۲۰۰۸ء کے صفحہ ۳۲ پر 'عرق مہزل لاثانی' اور 'گیسٹو وینا سیرپ لاثانی' نیز صفحہ ۶۸ پر 'وگورین چلڈرن سیرپ' کی تشہیر کے لئے روایتی ماڈل گرلز کی بے حجاب تصویریں موجود ہیں۔ یہ تصویریں برضا ورغبت ٹی وی پر آنے کی اجازت دینے کے فیصلہ کی مرہونِ منت نہیں تو اور کیا ہیں؟

کیا عمل بالحدیث کا دعویٰ رکھنے والے علماے کرام اپنے ہاں بھی ایسی افسوسناک صورت حال دیکھنا پسند فرمائیں گے؟

کوئی فیصلہ کرتے وقت ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ بند دروازہ کھولنا بہت آسان ہے، لیکن اسے مزید کھلنے نہ دینا یا اسے دوبارہ بند کرنا کہیں زیادہ مشکل ہے۔

❻ خیر وشر کی بحث میں بکثرت دی جانے والی مثال کا حوالہ بھی مذاکرہ میں دیا گیا کہ ٹی وی تو محض ایک آلہ ہے، اس سے خیر اور شر دونوں کا کام لیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس سے خیر کا کام

www.KitaboSunnat.com

لینے میں کیا حرج ہے؟

ٹی وی کے بارے میں اوّلاً تو ہمیں یہ تسلیم کرنے میں ہی تامل ہے کہ یہ خیر وشر کا آلہ ہے۔ اس میں اگر کوئی خیر کی بات ہے تو اتنی ہی ہے جتنی شراب، جوا، سود، رشوت، بے حجابی اور موسیقی وغیرہ میں ہے۔ ثانیاً، لحہ بھر کے لئے ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ ٹی وی خیر وشر دونوں کا آلہ ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ علماے کرام نے ٹی وی کے 'خیر' کے پہلوؤں پر تو گفتگو فرمائی ہے مگر اس کے شر کے پہلوؤں پر گفتگو کرنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی، حالانکہ بیلنس شیٹ تو منفی مثبت دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر تیار ہونی چاہیے۔

بلاشبہ محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے ٹی وی کے شر کے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کوشش فرمائی جو بالکل درست اور قابل تحسین تھی لیکن افسوس، محترم حافظ صاحب نے آخر میں بہ کراہت ٹی وی پر آنے کی اجازت دے کر اپنے ہی دلائل پر خطِ تنسیخ پھیر دیا۔ کاش وہ ایسا نہ فرماتے!

آخر میں ہم واجب الاحترام علماے کرام کی خدمت میں چند سوالات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ان پر بھی غور فرما لیا جائے:

۱۔ عہدِ نبویؐ میں نضر بن حارث نے اسلام کا راستہ روکنے کے لیے ٹی وی کلچر (گانا بجانا، فحاشی اور بے حیائی) کا آغاز کیا تو رسولِ اکرم ﷺ نے اس کا توڑ کیسے فرمایا؟

۲۔ تبلیغی جماعت سے بعض اختلافات کے باوجود کسی پرنٹ میڈیا یا الیکٹرانک میڈیا کے استعمال کے بغیر حیران کن حد تک، اعلیٰ تعلیم یافتہ، متوسط تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ؛ تینوں طبقوں میں پوری دنیا کے ممالک میں منظّم ترین دعوت اور تبلیغ کے کام میں ہمارے لیے کوئی سبق ہے یا نہیں؟

ؔ سبب کچھ اور ہے جسے تو سمجھتا ہے
زوال بندہ مؤمن کا بے زری سے نہیں

۳۔ چند سال قبل ایک فلم 'خدا کے لیے' بنائی گئی جس میں حجاب، داڑھی، عورتوں کے حقوق، مرتد

www.KitaboSunnat.com

کی سزا، قانونِ حدود اور بعض دیگر اسلامی احکام کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔علماے کرام کو بطور خاص نشانۂ تضحیک بنایا گیا ہے۔ کیا نظریۂ ضرورت کے تحت اس کا توڑ کرنے کے لئے فلم بنانے کی اجازت بھی دے دی جائے گی؟ فنی اعتبار سے فلم اور ویڈیو میں ویسے بھی کچھ فرق نہیں۔

۴۔ ٹی وی پر فحاشی، عریانی، بے حیائی اور اسلامی اقدار کی تضحیک بلاشبہ کبائر میں سے ہے لیکن اکبر الکبائر تو شرک ہے جسے ٹی وی دیگر کبائر کی طرح دن رات بڑی تیزی سے پھیلا رہا ہے۔ کیا 'ملّی مجلس شرعی' کے واجب الاحترام علماے کرام ٹی وی پر قبر پرستی اور شرک کے خلاف بھی آواز اُٹھانا پسند فرمائیں گے یا نہیں؟

ہماری گزارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ ملّی مجلس شرعی کے واجب الاحترام علماے کرام کو اپنے فتویٰ پر نظر ثانی کرنی چاہے تاکہ موہوم اُمیدوں کے حصول میں کتاب وسنت کے واضح احکام پامال نہ ہو۔رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''مریض کا علاج حرام دوا سے نہ کرو۔'' (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ)

کم از کم جو علماے کرام تصویر کو ہر صورت میں حرام سمجھتے ہیں، اُنہیں تو یہ 'دوا' 'مریض' کے لئے تجویز کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ویسے بھی انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں سعی اور جدوجہد کا مکلّف ہے، نتائج کا نہیں تو پھر حدود اللہ کو پامال کیوں کیا جائے؟

عمل بالحدیث کی فکر رکھنے والے واجب الاحترام علماے کرام سے ہماری خاص طور پر مؤدبانہ گزارش ہے کہ اُنہیں

اوّلاً: اپنی کراہت کا اظہار ٹی وی پروگراموں میں شریک ہوکر نہیں بلکہ شریک نہ ہوکر کرنا چاہیے۔

ثانیاً: کتاب وسنت کے چشمہ صافی کو ہر طرح کی آمیزشوں اور آلائشوں سے پاک صاف رکھنا اور آنے والی نسلوں تک اسے من وعن پہنچانا آپ کا مشن ہے، اس میں کوئی کوتاہی اور لغزش نہ ہونے پائے۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علماے کرام کو سیاست کی دلدل میں پھنسنے کے بعد اب ٹی وی کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین! وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

www.KitaboSunnat.com